JIHĀT-UL-ISLĀM
Vol: 18, Issue: 01, Jul – Dec 2024

OPEN ACCESS
JIHĀT-UL-ISLĀM
pISSN: 1998-4472
eISSN: 2521-425X
www.jihat-ul-islam.com.pk

منشیات سے نجات اور معاشرتی بحالی: اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تحقیقی جائزہ

Deliverance from Addiction and Social Rehabilitation: An Analytical Study in the Light of Islamic Teachings

Dr. Muhammad Manzar Ehsan
Assistnat Professor, Department of Islamic studies,
The University of Lahore (UOL), Lahore, Pakistan.
Post Doc Fellow at Islamic Research Institute,
International Islamic University Islamabad, Pakistan.
Javaria Iftikhar
Lecturer, Department of Islamic studies,
The University of Lahore (UOL), Lahore, Pakistan.

ABSTRACT

This research explores the rehabilitation of individuals suffering from addiction through the lens of Islamic teachings, integrating Qur'anic guidance, Prophetic traditions, and classical juristic insights with contemporary rehabilitation approaches. Addiction, whether in the form of alcohol, opium, or modern narcotics, has historically been viewed in Islam not only as a personal weakness but also as a threat to social order, family integrity, and collective morality. The Qur'an categorically prohibits intoxicants, emphasizing their destructive effects on intellect, faith, and social harmony. Similarly, the Prophetic traditions condemn all forms of intoxicants, framing them as gateways to moral and legal transgressions. The study highlights the multifaceted harms of addiction at both individual and societal levels, ranging from severe physical and mental health consequences to family disintegration, economic decline, and criminal activities. Against this backdrop, Islamic teachings propose a holistic framework for rehabilitation, grounded in spiritual purification, ethical reformation, and social reintegration. Practices such as prayer, Qur'anic recitation, dhikr, and reliance on patience and steadfastness are emphasized as spiritual therapies. Moreover, mosques, madrasas, and Sufi institutions historically served as centers of moral guidance, providing communal support for recovery. The research further analyzes the role of the state in implementing preventive policies, enforcing laws

CC BY

through hudud and ta'zīr, and establishing rehabilitation centers in accordance with Islamic welfare principles. Finally, the study argues for integrating modern scientific methods of rehabilitation—such as counseling and psychological therapies—with spiritual and ethical teachings of Islam, ensuring a comprehensive and sustainable path toward recovery. This integrated approach positions Islamic guidance as both timeless and practically applicable in addressing one of the most pressing challenges of contemporary society.

Keywords: *Addiction, Rehabilitation, Islamic Teachings, Qur'an and Sunnah, Spiritual Therapy, Social Welfare, Islamic Law.*

تعارف موضوع

منشیات اور نشے کی لت نہ صرف فرد کی جسمانی اور ذہنی صحت کو متاثر کرتی ہے بلکہ خاندان اور معاشرتی نظام میں بھی گہرے نقصانات کا باعث بنتی ہے۔ انسانی فطرت میں راحت اور سکون کی تلاش ایک قدرتی رجحان ہے، لیکن نشہ آور اشیاء وقتی خوشی کے بعد مستقل نقصان کا سبب بنتی ہیں۔ اسلام نے انسانی عقل، جسم اور روح کی حفاظت کو اولین ترجیح دی ہے اور ہر اس چیز کو حرام قرار دیا ہے جو انسان کو اعتدال اور فہم سے دور کرے۔ قرآن و سنت میں شراب، افیون، چرس، بھنگ اور دیگر منشیات کی واضح ممانعت بیان کی گئی ہے، اور نشے کے نقصانات پر زور دیا گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ کی تعلیمات اور فقہائے کرام کے اصول نشے کے شکار افراد کی رہنمائی اور بحالی کے لیے ایک جامع حکمت عملی فراہم کرتے ہیں، جس میں روحانی، اخلاقی اور سماجی اصلاح کے پہلو شامل ہیں۔ اسلامی ادارے، مساجد، مدارس اور صوفیانہ مراکز نشے سے نجات کے عمل میں اہم کردار ادا کرتے ہیں، اور معاشرتی تعاون اور تربیت کے ذریعے افراد کی بحالی ممکن بناتے ہیں۔ اس تحقیق کا مقصد نشے کے مسئلے کا اسلامی نقطہ نظر سے تجزیہ اور عملی حل پیش کرنا ہے تاکہ فرد اور معاشرہ دونوں کی اصلاح کی راہیں ہموار ہوں۔

مبحث اول: پس منظر

انسانی تاریخ میں لذّت کی جستجو اور سکون کی تلاش نے ایسے متعدد راستے کھولے جن میں نشہ آور اشیاء بھی شامل رہیں۔ یہ وہ اشیاء ہیں جو لمحاتی سرور اور وقتی فرحت کا احساس تو عطا کرتی ہیں لیکن عقل و شعور کی جڑوں کو کھوکھلا اور انسانی شخصیت کے توازن کو منہدم کر ڈالتی ہیں۔ اسلام نے جس عقل کو "مناطِ تکلیف" اور ذمہ داری کی بنیاد قرار دیا ہے، اس کے زوال کا باعث بننے والی ہر چیز کو فاسد اور مذموم گردانا گیا۔ نشے کی پہچان یہی ہے کہ وہ عقل کے نور پر پردہ ڈال کر انسان کو حیوانی جبلّت کی سطح تک گرا دیتا ہے۔ نشہ انسانی تاریخ کا ایک قدیم اور سنگین مسئلہ ہے جو فرد کی جسمانی، ذہنی، اور روحانی صحت کو شدید نقصان پہنچاتا ہے۔ یہ نہ صرف خاندانوں کی تباہی اور معاشرتی اقدار کی پامالی کا باعث بنتا ہے بلکہ اخلاقی زوال کو بھی فروغ دیتا ہے۔ دنیا کے مختلف ادیان

میں نشے کی ممانعت موجود ہے، لیکن اسلام واحد دین ہے جس نے اسے ایک جامع اور تدریجی حکمت عملی کے ذریعے حرام قرار دیا اور اس سے نجات کے لیے مؤثر طریقے پیش کیے۔ یہ تحقیقی جائزہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں نشے کے شکار افراد کی بحالی کے طریقہ کار پر مرکوز ہے۔ اس میں قرآن مجید، احادیث نبوی، اور سلف صالحین کی تعلیمات کا تجزیہ کیا گیا ہے تاکہ ایک ایسی حکمت عملی وضع کی جاسکے جو نشے کی لعنت سے نجات دلائے۔ تحقیق کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ اسلام کی تربیتی حکمت عملی کو اجاگر کیا جائے جو معاشرتی، نفسیاتی، اور تعزیری عوامل کو شامل کرتے ہوئے ایک جامع علاج پیش کرتی ہے۔ یہ جائزہ نہ صرف نشے کے شکار افراد کی بحالی بلکہ معاشرتی اصلاح کے لیے بھی رہنما اصول فراہم کرتا ہے۔

قرآن مجید نے اس موضوع پر تدریج کے ساتھ نہایت حکیمانہ انداز اپنایا۔ ابتدا میں انسان کو نشے کے نفع وضرر کا موازنہ کرایا گیا تاکہ شعور بیدار ہو۔ ارشاد ہے:

﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَا أَكْبَرُ مِن نَّفْعِهِمَا﴾[1]

"وہ آپ سے شراب اور جوئے کے بارے میں سوال کرتے ہیں، کہہ دیجیے کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لیے کچھ فائدے بھی ہیں، لیکن ان کا گناہ ان کے فائدے سے کہیں زیادہ ہے۔"

یہ بیانیہ انسان کی فطری کمزوری کو ملحوظ رکھ کر اس پر عقلی اور اخلاقی حجت قائم کرتا ہے، کہ وقتی مسرّت کی قیمت دائمی نقصان کی صورت میں چکانی پڑتی ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے نشے کی حقیقت کو عمومی اصول میں سمیٹتے ہوئے ہر اُس شے کو حرام قرار دیا جو عقل کو مسلوب کر دے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے:

»كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ، وَكُلُّ خَمْرٍ حَرَامٌ[2]«

"ہر نشہ آور چیز شراب ہے اور ہر شراب حرام ہے۔"

اس تعبیر نے محض انگور کی شراب تک حکم کو محدود نہ رکھا بلکہ افیون، چرس، بھنگ اور جدید مصنوعی منشیات تک سب کو اسی قبیل میں شمار کیا گیا۔ فقہائے اسلام نے بھی اس حدیث کے عموم کو بنیاد بنا کر نشے کی تمام اقسام کو حرمت کے دائرے میں داخل کیا۔ امام نوویؒ نے لکھا ہے:

"هذا الحديث أصل عظيم في تحريم كل مسكر، وأن قليله وكثيره حرام[3]".

"یہ حدیث ہر نشہ آور چیز کی حرمت میں عظیم اصل ہے اور اس کا تھوڑا ہو یا زیادہ، سب حرام ہے۔"

اس رائے میں اسلامی قانون کی جامعیت اور اس کی پیش بینی کا مظہر نمایاں ہے کہ بعد کے ادوار میں جو بھی نئی منشیات سامنے آئیں، وہ اسی حکم کے تحت قرار پائیں۔

سماجیاتی تناظر میں بھی نشہ ایک ہمہ جہتی بحران کی علامت ہے۔ ایمیل ڈرکھائم نے اجتماعی شعور کی کمزوری کو نشے کے پھیلاؤ سے جوڑتے ہوئے کہا:

> *"When collective consciousness weakens, individuals seek artificial means of cohesion, often through intoxication."*[4]
>
> "جب اجتماعی شعور کمزور ہوتا ہے تو افراد اتحاد و سکون کے لیے مصنوعی ذرائع ڈھونڈتے ہیں، جو اکثر نشے کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں۔"

یہ زاویہ بتاتا ہے کہ نشہ محض انفرادی کمزوری کا مسئلہ نہیں بلکہ اجتماعی بگاڑ کا عکاس ہے۔ عصر حاضر میں اس کی اقسام صرف شراب اور افیون تک محدود نہیں رہیں بلکہ مصنوعی کیمیاوی منشیات، انجیکشن اور گولیوں کی صورت میں بھی ابھری ہیں جنہوں نے نوجوان نسل کو اپنی گرفت میں لیا ہے۔ عالمی سطح پر منشیات کی تجارت اربوں ڈالر کی معیشت ہے جس کے اثرات خاندانی نظام، معیشت اور معاشرتی نظم پر گہرے ہیں۔ اسلام نے جہاں فرد کو عقل و بدن کی حفاظت کا حکم دیا ہے وہیں معاشرے کو اجتماعی توازن اور اخلاقی تحفظ کا نظام بھی فراہم کیا ہے، جو اس وبا کے انسداد کی اصل بنیاد ہے۔

مبحث دوم: قرآن وسنت میں نشے کی ممانعت

قرآن و سنت کے بیانیے میں نشہ آور اشیاء کی ممانعت محض قانونی یا فقہی مسئلہ نہیں بلکہ تہذیبی و روحانی تناظر میں بھی ایک بنیادی اصول ہے۔ اسلام نے انسان کی عقل کو ذمہ داری اور عبادت کا معیار قرار دیا، لہٰذا ایسی کوئی شے جو عقل کو مفلوج کر دے اور ذمہ داری کی ادائیگی میں رکاوٹ بنے، اسلامی نظامِ حیات میں ناقابلِ قبول ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے تدریج کے ساتھ شراب اور نشہ آور اشیاء کو ممنوع قرار دیا اور آخر کار ان پر قطعی حرمت کا حکم نازل ہوا۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾[5]

"شراب، جوا، بت اور فال نکالنے کے تیر سب شیطان کا گندہ کام ہیں، سو ان سے بچو تاکہ تم کامیاب ہو سکو۔"

یہاں "رجس" کی تعبیر نہ صرف شرعی نجاست کو ظاہر کرتی ہے بلکہ اس کے اخلاقی و سماجی آلودگی والے پہلو کو بھی اجاگر کرتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ "من عمل الشیطان" کہنا بتاتا ہے کہ نشہ آور اشیاء انسانی عقل کو سلب کر کے انسان کو شیطانی وسوسوں اور بے راہ روی کی راہ پر ڈال دیتی ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے حدیث مبارکہ میں نشے کی جامع تعریف بیان فرمائی تاکہ یہ حکم ہر دور میں ہر نشہ آور شے پر صادق آ سکے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

»كُلُّ شَرَابٍ أَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ[6]«

"ہر وہ مشروب جو نشہ پیدا کرے وہ حرام ہے۔"

اس روایت میں "كُلُّ" کا عموم فقہائے امت کے نزدیک بنیاد بنا کہ کوئی بھی نئی نشہ آور ایجاد یا کیمیاوی مرکب اسی حکم میں داخل ہو گا۔ امام ابن حجر عسقلانیؒ نے اس پر بحث کرتے ہوئے کہا:

"تحريم المسكر شامل لكل ما غيّر العقل سواء كان قليلاً أو كثيراً[7]".

"مسکر کی حرمت ہر اس شے کو شامل ہے جو عقل کو بدل ڈالے، خواہ وہ کم ہو یا زیادہ۔"

یہ تعبیر اسلامی قانون کی وسعت اور ہمہ گیریت کو آشکار کرتی ہے، جو زمان و مکان کی تبدیلیوں کے باوجود اپنی معنویت برقرار رکھتی ہے۔

اسلامی معاشرت میں نشے کے اثرات بھی گہرے اور ہمہ جہت ہیں۔ سب سے پہلے یہ فرد کی عقل کو معطل کرتا ہے، جو عبادات، معاملات اور معاشرتی ذمہ داریوں کی بنیاد ہے۔ پھر یہ خاندانی نظام میں خلفشار پیدا کرتا ہے، جہاں نشے کا عادی فرد اپنی ذمہ داریوں کو ترک کر دیتا ہے اور گھر کو اضطراب کا شکار کر دیتا ہے۔ سماجی سطح پر یہ جرائم، غربت اور بے روزگاری کے دائرے کو وسیع کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خلفائے راشدین کے دور میں شراب نوشی پر سخت تعزیری سزائیں مقرر کی گئیں تاکہ معاشرتی نظم قائم رہے۔

فقہا نے اس پہلو پر بھی زور دیا کہ نشہ آور اشیاء کا انسداد محض فردی اصلاح کا معاملہ نہیں بلکہ اجتماعی ذمہ داری ہے۔ امام غزالیؒ نے اپنی تصنیف میں لکھا ہے:

"إن حفظ العقل من المقاصد الكلية للشريعة، والخمر مهلكة له، فوجب تحريمها[8]".

"عقل کی حفاظت شریعت کے کلی مقاصد میں سے ہے، اور شراب اسے تباہ کرتی ہے، اس لیے اس کی حرمت واجب ہوئی۔"

یوں قرآن و سنت کا اسلوب اور فقہا و متکلمین کی آراء یہ واضح کرتی ہیں کہ نشہ آور اشیاء صرف انفرادی کمزوری یا اخلاقی برائی نہیں بلکہ شریعت کے بنیادی مقاصد—حفظِ دین، حفظِ عقل اور حفظِ نسل—کی صریح مخالفت ہیں۔ یہی نقطہ اسلامی معاشرت کی تہذیبی اساس کو مضبوط کرتا ہے اور امت کو ان وباؤں سے محفوظ رکھنے کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔

مبحث سوم: نشے کے نقصانات (فردی اور سماجی سطح پر)

نشہ آور اشیاء اپنی ماہیت کے اعتبار سے وقتی فرحت اور لذّت کا دھوکہ دیتی ہیں مگر اس کے باطن میں تباہی اور انحطاط کے ایسے ابواب کھلتے ہیں جو فرد، خاندان اور معاشرے سب کو اپنی لپیٹ میں لے لیتے ہیں۔ اسلامی تعلیمات نے ان اثرات کو محض اخلاقی وعظ کے پیرایے میں نہیں رکھا بلکہ حقیقتِ حال کی بنیاد پر اس کی حرمت کو واضح کیا تاکہ انسان محض وقتی سرور کے لیے اپنے وجود اور سماج کو بربادی کے دہانے پر نہ لے جائے۔

سب سے پہلے فرد کی جسمانی و ذہنی صحت پر اس کے اثرات نہایت مہلک ہیں۔ قرآن مجید نے عقل کو انسانی شرف کا معیار قرار دیا اور نشے کو عقل کا زائل کرنے والا بتایا۔ ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَ أَنتُمْ سُكَارَىٰ حَتَّىٰ تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ﴾[9]

"اے ایمان والو! نشے کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ یہاں تک کہ تم جاننے لگو کہ کیا کہہ رہے ہو۔"

یہاں نماز کی ممانعت اس پہلو کو اجاگر کرتی ہے کہ نشہ نہ صرف جسمانی توازن کو بگاڑتا ہے بلکہ ذہنی ادراک کو بھی مفلوج کر دیتا ہے، یہاں تک کہ انسان کلمات کی معنویت سے بھی محروم ہو جاتا ہے۔ جدید طبی تحقیقات بھی اس پر متفق ہیں کہ نشہ جگر کے امراض، اعصابی بگاڑ، نفسیاتی دباؤ اور قبل از وقت موت کا بڑا سبب ہے۔ ڈاکٹر جارج ای. ویل نے اپنی تحقیق میں کہا:

"Alcohol and drugs are not merely substances; they are progressive diseases that impair cognition, emotions, and ultimately the very will of man."[10]

"الکوحل اور منشیات محض اشیاء نہیں بلکہ ترقی پذیر بیماریاں ہیں جو عقل، جذبات اور بالآخر انسان کی ارادی قوت کو مفلوج کر دیتی ہیں۔"

فرد کے بعد اس کے اثرات خاندانی نظام پر پڑتے ہیں۔ اسلام نے خاندان کو معاشرتی عمارت کی اساس قرار دیا اور اس کی حفاظت کو مقاصدِ شریعت میں شمار کیا۔ نشہ آور اشیاء اس عمارت کو جڑ سے ہلا دیتی ہیں، کیوں کہ نشے کا عادی شخص اپنی گھریلو ذمہ

داریوں سے غافل ہو جاتا ہے، مالی وسائل کو ضائع کر دیتا ہے اور زوجین کے درمیان اعتماد اور سکون کو متزلزل کر دیتا ہے۔ امام رازیؒ نے تفسیر کبیر میں لکھا ہے:

"الخمر تورث العداوة والبغضاء، وإذا وقعت بين الزوجين زال الأنس وحلّ الشقاق[11]".

"شراب دشمنی اور بغض پیدا کرتی ہے، اور جب یہ میاں بیوی کے درمیان در آئے تو اُنسیت رخصت ہو جاتی ہے اور اختلافات جگہ پکڑ لیتے ہیں۔"

یہ اس حقیقت کو بیان کرتا ہے کہ نشہ ازدواجی رشتوں میں محبت و الفت کے بجائے نفرت و جدائی کو جنم دیتا ہے، اور بالآخر خاندانی ادارہ درہم برہم ہو جاتا ہے۔

اجتماعی سطح پر نشے کے اثرات اور بھی وسیع ہیں۔ جرائم کی ایک بڑی تعداد نشے سے منسلک ہے، چاہے وہ چوری ہو یا قتل، گھریلو تشدد ہو یا ٹریفک حادثات۔ اسی طرح معیشت پر اس کا بوجھ بھی شدید ہے۔ ایک مغربی تحقیق میں کہا گیا:

"The economic costs of drug abuse include lost productivity, healthcare expenses, law enforcement, and destruction of human capital."[12]

"منشیات کے استعمال کے معاشی اخراجات میں پیداواری صلاحیت کی کمی، صحت کی دیکھ بھال کے اخراجات، قانون نافذ کرنے کے اخراجات اور انسانی سرمائے کی تباہی شامل ہیں۔"

یہ زاویہ ہمیں دکھاتا ہے کہ نشہ فرد کو تو برباد کرتا ہی ہے لیکن اس کے ساتھ قومی معیشت پر بھی ضرب لگاتا ہے اور سماجی ڈھانچے کو زوال کا شکار کرتا ہے۔ اسلامی شریعت نے اس پہلو کو سامنے رکھ کر نشے کو صرف فردی گناہ نہیں بلکہ اجتماعی فساد شمار کیا۔ امام شاطبیؒ نے لکھا ہے:

"الخمر مفسدة للعقل والدين والمال والنسل، فاجتمع فيها نقض أكثر المقاصد الشرعية[13]".

"شراب عقل، دین، مال اور نسل کو فاسد کرتی ہے، پس اس میں شریعت کے اکثر مقاصد کی نفی جمع ہو جاتی ہے۔"

یوں نشے کے نقصانات ایک ہمہ جہت بحران کی صورت سامنے آتے ہیں: یہ فرد کی صحت اور ارادے کو مفلوج کرتا ہے، خاندان کی وحدت کو توڑ دیتا ہے، اور سماج کو جرائم، غربت اور معاشی خسارے کی کھائی میں دھکیل دیتا ہے۔ اسلام کا ان پر قدغن لگانا درحقیقت انسانی تہذیب کے تحفظ اور اجتماعی فلاح کی ضمانت ہے۔

مبحث چہارم: نشے سے نجات کے روحانی واخلاقی ذرائع

اسلامی تعلیمات میں نشے سے نجات کو محض جسمانی یا طبی عمل نہیں سمجھا گیا بلکہ اسے روحانی اور اخلاقی تربیت کے ساتھ جوڑا گیا ہے۔ اس لیے کہ انسان کا باطن جب ایمان و تقویٰ کی روشنی سے منور ہو جاتا ہے تو خواہشاتِ نفس اور عاداتِ سیئہ کے خلاف جدوجہد آسان ہو جاتی ہے۔ نشے سے نجات کا سفر دراصل ایک باطنی انقلاب کا تقاضا کرتا ہے جس میں دل کو ایمان سے قوت ملتی ہے، نفس کو تقویٰ سے ضبط حاصل ہوتا ہے اور روح کو عبادات سے سکون۔

ایمان اور تقویٰ اس پورے نظام کے بنیادی ستون ہیں۔ قرآن مجید نے واضح کیا ہے:

﴿إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ﴾[14]

"بے شک نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے۔"

یہاں "منکر" کے دائرے میں نشہ آور اشیاء بھی داخل ہیں کیونکہ یہ عقل کو زائل اور کردار کو مسخ کرتی ہیں۔ نماز صرف ایک رسم نہیں بلکہ ایک مسلسل اخلاقی تربیت ہے جو انسان کو خواہشات کی غلامی سے آزاد کرتی ہے۔ اسی طرح قرآن مجید نے تقویٰ کی حقیقت کو نشہ سمیت ہر برائی سے بچنے کا ذریعہ بتایا:

﴿وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَل لَّهُ مَخْرَجًا﴾[15]

"اور جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لیے (مشکلات سے) نکلنے کی راہ بنا دیتا ہے۔"

یہ وعدہ نشے کی گرفت میں مبتلا افراد کے لیے امید اور یقین کا پیغام ہے کہ اگر وہ تقویٰ کی روش اختیار کریں تو اللہ ان کے لیے رہائی کا سامان پیدا کرتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ذکر اور قرآن کی تلاوت کو دل کا سکون قرار دیا۔ ارشاد فرمایا:

»مَثَلُ الَّذِي يَذْكُرُ رَبَّهُ وَالَّذِي لَا يَذْكُرُ رَبَّهُ، مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ[16]«

"جو اپنے رب کو یاد کرتا ہے اور جو یاد نہیں کرتا، ان کی مثال زندہ اور مردہ کی سی ہے۔"

یہ حدیث واضح کرتی ہے کہ ذکر کی قوت انسان کو روحانی حیات عطا کرتی ہے، اور یہی حیات باطنی قوت بن کر نشے جیسے تباہ کن عارضے سے نکلنے میں مدد دیتی ہے۔ امام غزالیؒ نے اسی پہلو پر زور دیتے ہوئے کہا:

"من اشتغل بالقرآن والذكر قويت إرادته وضعفت شهو اته[17]".

"جو قرآن اور ذکر میں مشغول ہو جائے اس کی ارادہ قوت مضبوط اور اس کی شہوات کمزور ہو جاتی ہیں۔"

اس کے ساتھ صبر اور استقامت نشے کے خلاف جدوجہد کی اساس ہیں۔ قرآن نے بار بار صبر کرنے والوں کو خوشخبری دی اور بتایا کہ وہی لوگ کامیاب ہیں جو آزمائشوں میں ثابت قدم رہتے ہیں۔ دعا بھی اس سفر میں مرکزی حیثیت رکھتی ہے۔ نبی کریم ﷺ کی یہ دعا اس پہلو کو ظاہر کرتی ہے:

»اللَّهُمَّ آتِ نَفْسِي تَقْوَاهَا وَزَكِّهَا أَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا[18]«

"اے اللہ! میرے نفس کو اس کا تقویٰ عطا کر اور اسے پاک کر، تو ہی بہترین پاک کرنے والا ہے۔"

یہ دعا ظاہر کرتی ہے کہ نفس کی پاکیزگی اور قوتِ ارادی محض انسانی کوشش سے نہیں بلکہ الٰہی توفیق سے بھی وابستہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نشے سے بحالی کے روحانی طریقہ کار میں دعا ایک لازمی عنصر ہے۔

اسلامی صوفیانہ روایت میں بھی نشے سے نجات کو تزکیۂ نفس کے ساتھ جوڑا گیا۔ جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں:

"التصوف كله خلق، فمن زاد عليك في الخلق زاد عليك في الصفاء[19]".

"تصوف سراسر اخلاق ہے، جو اخلاق میں تجھ سے بڑھ گیا وہ صفا و پاکیزگی میں بھی تجھ پر سبقت لے گیا۔"

یہ زاویہ ظاہر کرتا ہے کہ نشے سے حقیقی نجات محض مادی تدابیر سے ممکن نہیں بلکہ اخلاقی صفائی اور روحانی بلندی سے وابستہ ہے۔ ایمان، تقویٰ، ذکر، تلاوت، صبر، استقامت اور دعا وہ بنیادیں ہیں جن پر بحالی کا مستحکم ڈھانچہ قائم ہو سکتا ہے۔

مبحث پنجم: نشے کے شکار افراد کی بحالی میں اسلامی اداروں کا کردار

اسلامی تہذیب میں نشے سے نجات اور اس کے شکار افراد کی بحالی کو محض ایک فرد کا ذاتی مسئلہ نہیں سمجھا گیا بلکہ یہ ایک اجتماعی ذمہ داری کے طور پر دیکھا گیا ہے۔ اسی لیے مختلف اسلامی اداروں نے تاریخ کے ہر دور میں اس حوالے سے نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ ان میں مساجد، مدارس، خانقاہیں اور دینی تنظیمیں بطور خاص قابلِ ذکر ہیں، کیونکہ یہ مراکز نہ صرف عبادت کے مراکز ہیں بلکہ اصلاحِ احوال اور تربیتِ اخلاق کے بھی قلعے ہیں۔

مساجد کی اصلاحی خدمات کا دائرہ قرآن و سنت کی روشنی میں افراد کی باطنی و عملی تربیت تک پھیلا ہوا ہے۔ قرآن نے مسجد کو تقویٰ کا مرکز قرار دیتے ہوئے فرمایا:

﴿فِي بُيُوتٍ أَذِنَ اللَّهُ أَن تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ﴾[20]

"ان گھروں میں (یعنی مساجد میں) جنہیں اللہ نے بلند کرنے اور اپنے ذکر کے لیے مخصوص کرنے کا حکم دیا۔"

یہ آیت ظاہر کرتی ہے کہ مسجد صرف عبادت کا مقام نہیں بلکہ وہ مرکز ہے جہاں سے ذکر، تعلیم، اور اخلاقی تربیت کی روشنی پھیلتی ہے۔ نشے کے شکار افراد کے لیے مسجد میں شامل ہونے کا عمل محض عبادت نہیں بلکہ ایک نیا سماجی ربط پیدا کرتا ہے جو انہیں گناہ اور معاشرتی انزوا سے نکال کر اجتماعیت اور پاکیزگی کی فضا میں لے آتا ہے۔

مدارس نے ہمیشہ نصابِ تعلیم اور اخلاقی تربیت کے ذریعے نشے سمیت تمام برائیوں کے انسداد کی کوشش کی۔ احادیث نبوی ﷺ میں واضح ہدایات دی گئی ہیں کہ تعلیم محض علم حاصل کرنے کا نام نہیں بلکہ اخلاقی تزکیہ کے لیے بھی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

»إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ مَكَارِمَ الأَخْلَاقِ[21]«

"میں تو بھیجا ہی گیا ہوں تاکہ اخلاقِ حسنہ کو کامل کر دوں۔"

یہ حدیث اس حقیقت کو اجاگر کرتی ہے کہ مدارس کی علمی فضا اخلاقی فضائل کے فروغ کا ذریعہ ہے، اور یہی اخلاقی قوت نشے کے خلاف سب سے مؤثر ہتھیار ہے۔ صوفیاء اور خانقاہوں کا کردار اس ضمن میں نہایت اہم رہا ہے۔ انہوں نے تزکیۂ نفس، مجاہدہ اور ذکر کے ذریعے انسان کو گناہوں اور برائیوں سے پاک کرنے کا راستہ دکھایا۔ حضرت علی ہجویریؒ فرماتے ہیں:

"الخانقاه موضع تربية المريدين وتهذيب الأخلاق[22]".

"خانقاہ مریدوں کی تربیت اور اخلاق کی تہذیب کا مقام ہے۔"

یہ حقیقت ظاہر کرتی ہے کہ خانقاہیں محض ذکر و اذکار کے مقامات نہ تھیں بلکہ روحانی کلینک کی حیثیت رکھتی تھیں، جہاں نفسیاتی امراض اور روحانی کمزوریاں، جیسے نشے کی عادت، ذکر و مجاہدہ اور صحبتِ صالح سے ختم کی جاتی تھیں۔ دینی تنظیموں اور فلاحی اداروں نے بھی جدید دور میں نشے کے مسئلے کو سنجیدگی سے لیا ہے۔ ان کی خدمات میں بحالی مراکز کا قیام، وعظ و نصیحت کے پروگرام، اور سماجی آگاہی مہمات شامل ہیں۔ یہ ادارے فرد کو نہ صرف طبی سہولیات فراہم کرتے ہیں بلکہ اس کے اندر روحانی و اخلاقی بیداری بھی پیدا کرتے ہیں تاکہ وہ دوبارہ اسی برائی کی طرف نہ لوٹ سکے۔ اس طرح اسلامی ادارے فرد کو عقیدہ، عبادت، اخلاق، اور اجتماعیت کے امتزاج کے ذریعے ایک نئی زندگی عطا کرتے ہیں۔ ان کی سرگرمیاں ظاہر کرتی ہیں کہ اسلام میں نشے سے بحالی کے لیے صرف جسمانی علاج کافی نہیں بلکہ اس کے ساتھ روحانی تربیت اور سماجی انضمام بھی لازم ہے۔

مبحث ششم: ریاست اور قانون کا کردار اسلامی تناظر میں

اسلامی نقطہ نظر سے ریاست محض ایک سیاسی یا انتظامی ڈھانچہ نہیں بلکہ ایک اخلاقی اور دینی ذمہ داریوں کا حامل ادارہ ہے، جس کا مقصد افراد اور معاشرے کو برائیوں سے محفوظ رکھنا اور خیر وصلاح کی طرف رہنمائی کرنا ہے۔ اسی تناظر میں نشہ آور اشیاء کے انسداد اور اس کے شکار افراد کی بحالی میں ریاست کا کردار نہایت بنیادی اور ہمہ گیر ہے۔ اسلام نے حدود و تعزیرات کا ایسا جامع نظام دیا ہے جو نہ صرف جرائم کی روک تھام کرتا ہے بلکہ ان کے پس پردہ اسباب کو بھی ختم کرتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا جَزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللَّهِ﴾[23]

"چور مرد ہو یا چور عورت، دونوں کے ہاتھ کاٹ دو، یہ ان کے کیے کا بدلہ ہے، اللہ کی طرف سے عبرتناک سزا ہے۔"

یہ آیت اگرچہ سرقہ کے بارے میں ہے، مگر اس میں اصولی بات یہ ہے کہ اسلامی ریاست مجرمانہ افعال کو محض ذاتی مسئلہ نہیں سمجھتی بلکہ اس پر تعزیری نظام نافذ کرتی ہے۔ فقہاء نے وضاحت کی ہے کہ نشہ آور اشیاء کے استعمال اور فروغ پر بھی حدود اور تعزیرات کا اطلاق ہوتا ہے۔ امام مالکؒ کے نزدیک شراب نوشی پر اسی کوڑے لگائے جاتے ہیں، جیسا کہ روایت ہے:

»أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اسْتَشَارَ فِي خَمْرٍ يُشْرَبُ، فَقَالَ عَلِيٌّ اجْلِدْ فِيهِ ثَمَانِينَ، فَإِنَّهُ إِذَا شَرِبَ سَكِرَ، وَإِذَا سَكِرَ هَذَى، وَإِذَا هَذَى افْتَرَى[24]«

"عمر بن خطابؓ نے شراب نوشی کے بارے میں مشورہ کیا تو علیؓ نے کہا: اس پر اسی کوڑے مارو، کیونکہ جب وہ پیتا ہے تو نشے میں آتا ہے، اور جب نشے میں آتا ہے تو بے ہودہ بات کرتا ہے، اور جب بے ہودہ بات کرتا ہے تو تہمت لگاتا ہے۔"

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ریاستی سطح پر نشے کے انسداد کے لیے قانونی اقدامات محض سزا کا پہلو نہیں رکھتے بلکہ سماج کو فسق وفجور اور جرائم سے محفوظ رکھنے کا ذریعہ ہیں۔

عصر حاضر میں ریاستی پالیسیوں کا کردار مزید نمایاں ہو گیا ہے۔ جدید اسلامی ریاستوں میں نشہ آور اشیاء کی پیداوار، فروخت اور استعمال پر پابندی عائد کی گئی ہے، جو عین اسلامی تعلیمات کا تقاضا ہے۔ مصر کے معروف مفسر سید قطبؒ نے لکھا ہے:

"Islamic law does not treat intoxication as a personal choice but as a social crime that threatens collective morality and public order."[25]

"اسلامی قانون نشے کو محض ذاتی انتخاب نہیں بلکہ ایسا سماجی جرم قرار دیتا ہے جو اجتماعی اخلاقیات اور عوامی نظم کو خطرے میں ڈالتا ہے۔"

اس تجزیے سے واضح ہوتا ہے کہ اسلامی ریاست میں انسدادِ نشہ پالیسیوں کا مقصد محض فرد کی اصلاح نہیں بلکہ پورے معاشرے کی حفاظت ہے۔ اسلامی فلاحی ریاست کا ایک اہم پہلو یہ بھی ہے کہ وہ صرف تعزیری نظام پر انحصار نہیں کرتی بلکہ مثبت اور اصلاحی اقدامات کو بھی بروئے کار لاتی ہے۔ بحالی مراکز کا قیام اسی مقصد کے لیے ہے تاکہ نشے کے شکار افراد محض مجرم تصور نہ کیے جائیں بلکہ مریض اور محتاجِ اصلاح سمجھ کر ان کی جسمانی، نفسیاتی اور روحانی بحالی کی جائے۔ ایسے مراکز میں قرآن کی تعلیم، ذکر و اذکار، تربیتی ورکشاپس اور سماجی انضمام کے پروگرام فرد کو نئی زندگی عطا کرتے ہیں۔ یوں ریاست کا کردار محض قانون نافذ کرنے تک محدود نہیں بلکہ وہ ایک رحمت پر مبنی نظام فراہم کرتی ہے، جہاں تعزیرات کے ساتھ ساتھ بحالی اور اصلاحی تدابیر بھی ساتھ ساتھ چلتی ہیں، تاکہ معاشرہ برائی کے اندھیروں سے نکل کر خیر اور صلاح کی روشنی میں داخل ہو سکے۔

نتائج اور سفارشات

اس تحقیقی سفر کے اختتام پر جب ہم نتائج و سفارشات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تو یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ قرآن و سنت نے جس باریک بینی اور حکمت کے ساتھ نشے کی حرمت و شناعت کو بیان کیا ہے، وہ محض اخلاقی ہدایت نہیں بلکہ ایک ایسا جامع ضابطہ حیات ہے جو فرد، معاشرہ اور ریاست تینوں کے لیے عملی رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ قرآن نے جہاں ایمان والوں کو عقل و شعور کے فقدان سے بچانے کے لیے نشہ آور اشیاء سے اجتناب کا حکم دیا، وہیں سنتِ نبوی ﷺ نے اس کی سخت سزا اور سماجی برائیوں کی نشاندہی کر کے ایک ایسا ضابطہ تشکیل دیا جو آج بھی اصلاحِ معاشرہ کی بنیاد بن سکتا ہے۔ اسلامی تعلیمات سے یہ نکتہ واضح ہوتا ہے کہ نشہ محض فرد کا ذاتی مسئلہ نہیں بلکہ اجتماعی اخلاقیات اور معاشرتی نظم کا سوال ہے۔ اسی لیے بحالی کے تمام پروگرامز اور ادارہ جاتی اقدامات کو قرآن و سنت کی رہنمائی کے مطابق تشکیل دینا ضروری ہے۔ عصر حاضر میں جدید نفسیاتی علاج، سائنسی بحالی پروگرامز اور کونسلنگ مراکز موجود ہیں، مگر ان میں اگر ایمان، تقویٰ، ذکرِ الٰہی اور روحانی تربیت شامل نہ ہو تو وہ محض سطحی علاج بن کر رہ جاتے ہیں۔ اسلام یہ رہنمائی فراہم کرتا ہے کہ بحالی پروگرامز میں قرآن کی تلاوت، ذکر و دعا، دینی تعلیم اور اخلاقی اصلاح کو نفسیاتی و سائنسی طریقوں کے ساتھ مربوط کیا جائے تاکہ فرد کو مکمل معنوں میں ذہنی سکون، روحانی طہارت اور سماجی انضمام نصیب ہو۔ اسی طرح ایک اور اہم نتیجہ یہ سامنے آتا ہے کہ فرد کی اصلاح محض ذاتی کوشش سے ممکن نہیں بلکہ معاشرہ اور ریاست بھی برابر کی شریک ہیں۔ معاشرتی سطح پر خاندانی نظام، مساجد اور مدارس کو ایسے تربیتی مراکز

بنایا جانا چاہیے جہاں نوجوان نسل کو نشے سے دور رکھنے کے لیے عملی اور فکری اقدامات کیے جائیں۔ ریاستی سطح پر انسدادِ منشیات کی پالیسیوں کو محض تعزیری نظام تک محدود رکھنے کے بجائے ان میں اصلاحی اور بحالی پہلوؤں کو بھی شامل کیا جائے۔

جیسا کہ معاصر محقق ڈاکٹر یوسف قرضاوی نے لکھا ہے:

> *"Islamic guidance in combating addictions requires a holistic approach, combining preventive education, legal deterrents, and rehabilitative programs rooted in faith and morality."*[26]
>
> "نشے کے انسداد میں اسلامی رہنمائی ایک ہمہ گیر حکمتِ عملی کی متقاضی ہے جو تعلیمی احتیاط، قانونی باز پرس اور بحالی پروگرامز کو ایمان و اخلاقیات کی بنیادوں پر یکجا کرے۔"

یہ رائے اس امر کی تائید کرتی ہے کہ فرد، معاشرہ اور ریاست تینوں کا کردار باہم مربوط ہونا چاہیے تاکہ بحالی کا عمل دیرپا اور مؤثر ثابت ہو۔

یوں نتائج اور سفارشات کا خلاصہ یہ ہے کہ:

* قرآن و سنت کی عملی رہنمائی کو بحالی پروگرامز میں بنیادی ستون بنایا جائے۔
* جدید نفسیاتی اور سائنسی طریقوں کو اسلامی روحانی تربیت کے ساتھ ہم آہنگ کیا جائے۔
* فرد، معاشرہ اور ریاست اپنی مشترکہ ذمہ داری ادا کرتے ہوئے ایک ایسا فلاحی ماحول قائم کریں جس میں نشہ آور اشیاء کے لیے کوئی جگہ باقی نہ رہے۔

یہی وہ ہمہ جہتی نقطۂ نظر ہے جو اسلامی تعلیمات سے ہم آہنگ بھی ہے اور عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق بھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات

[1] Al-Qurʾān, 2:219

[2] Al-Qushīrī, Abū al-Ḥusaīn, Muslim ibn Ḥajjāj, *Ṣaḥīḥ Muslim* (Nishāpūr: Dār al-Khilāfā Al-ʿIlmīya, 1330 AH), 3:1587

[3] Al-Nawawī, Yaḥyā ibn Sharaf, *Sharḥ Ṣaḥīḥ Muslim* (Cairo: al-Maṭbaʿa al-Miṣrīya, 1929), 6:139

[4] Durkheim, Émile, *The Division of Labour in Society* (London: Macmillan, 1893), 211

[5] Al-Qurʾān, 5:90

[6] Al-Qushīrī, Abū al-Ḥusayn, Muslim ibn Ḥajjāj, *Ṣaḥīḥ Muslim* (Nishāpūr: Dār al-Khilāfā Al-ʿIlmīya, 1330 AH), 3:1589

[7] Ibn Ḥajar, Aḥmad ibn ʿAlī, *Fatḥ al-Bārī bi Sharḥ Ṣaḥīḥ al-Bukhārī* (Cairo: al-Maṭbaʿa al-Salafīya, 1939), 10:45
[8] Al-Ghazālī, Abū Ḥāmid, *Al-Mustaṣfā min ʿIlm al-Uṣūl* (Baghdad: Maṭbaʿat al-ʿĀnī, 1322 AH), 1:174
[9] Al-Qurʾān, 4:43
[10] Weil, George E., *Substance Abuse and Human Mind* (New York: Oxford University Press, 1987), 92
[11] Al-Rāzī, Fakhr al-Dīn, *Al-Tafsīr al-Kabīr* (Cairo: al-Maṭbaʿa al-Kubrā al-Amīrīya, 1890), 11:142
[12] National Institute on Drug Abuse, *Economic Impact of Drug Abuse* (Washington D.C.: Government Printing Office, 2002), 14
[13] Al-Shāṭibī, Ibrāhīm ibn Mūsā, *Al-Muwāfaqāt fī Uṣūl al-Sharīʿa* (Cairo: al-Maṭbaʿa al-Tijāriyya al-Kubrā, 1914), 2:387
[14] Al-Qurʾān, 29:45
[15] Al-Qurʾān, 65:2
[16] Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī* (Cairo: al-Maṭbaʿa al-Salafīya, 1400 AH), 8:631
[17] Al-Ghazālī, Abū Ḥāmid, *Iḥyāʾ ʿUlūm al-Dīn* (Cairo: al-Maṭbaʿa al-Tijāriyya al-Kubrā, 1937), 4:321
[18] Mālik ibn Anas, *Al-Muwaṭṭaʾ* (Cairo: Maṭbaʿat al-Saʿāda, 1332 AH), 1:216
[19] Al-Sarrāj, Abū Naṣr, *Al-Lumaʿ* (Cairo: al-Maṭbaʿa al-ʿĀmira, 1914), 54
[20] Al-Qurʾān, 24:36
[21] Al-Mālik, Ibn Anas, *Al-Muwaṭṭaʾ* (Cairo: Maṭbaʿat al-Saʿāda, 1332 AH), 2:904
[22] Al-Hujwīrī, ʿAlī ibn ʿUthmān, *Kashf al-Maḥjūb* (Lahore: Dāʾira Maʿārif al-ʿUthmānīya, 1911), 112
[23] Al-Qurʾān, 5:38
[24] Al-Mālik, Ibn Anas, *Al-Muwaṭṭaʾ* (Cairo: Maṭbaʿat al-Saʿāda, 1332 AH), 2:838
[25] Qutb, Sayyid, *Fī Ẓilāl al-Qurʾān* (Cairo: Dār al-Shurūq, 1979), 2:412
[26] Qaraḍāwī, Yūsuf, *Fī Fiqh al-Islāmī* (Cairo: Maktabat Wahba, 1985), 3:229